شانِ اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

(تحریر: محمود مرزا جہلمی چیف ایڈیٹر ہفت روزہ صدائے مسلم لاہور)

اماں سیدہ عائشہ صدیقہؓ، امتِ محمدیہ کے صدیقؓ کی دختر نیک اختر تھیں۔ جس طرح ان کے والد گرامی، اصحابِ نبیؐ میں فرید و وحید ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ عزیز و عظیم خاوند عطا فرمایا، جو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے امام اور سردار ہیں۔ عظیم الشان باپ کی بیٹی اشرف الأنبیاء سیدنا و مولانا محمد ﷺ کی بیوی بنی تو اس بیوی کے علو مقام کا تعین کر لینا ہمارے لئے کوئی مشکل نہیں۔ ازواج نبیؐ کو فرمایا گیا: ﴿**لستن کاحد من النساء......**﴾ ''دنیا کی کوئی دوسری عورت تم جیسی نہیں ہے''۔ حالانکہ اسی قرآن میں سیدہ مریم علیہا السلام کو ﴿**واصطفک علی نساء العلمین**﴾ کہا گیا۔ تطبیق اس کی یوں ہے کہ جب انہیں سب جہانوں کی مستورات سے برتر فرمایا گیا تو ازواج مطہرات محمد ﷺ کو اس تقابل سے الگ کر لیا گیا۔ ﴿**لستن کاحد**﴾ میں مریمؑ بھی شامل ہیں۔ پھر مضاجع عائشہؓ پر حضور ﷺ پر نزول وحی عائشہؓ کا ایسا شرف ہے جس میں ان کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔

قرآن مجید میں من حیث الجماعت ازواج نبیؐ سے اللہ تعالیٰ نے رجس کو دور فرما دیا اور انہیں ﴿**ویطھر کم تطھیراً**﴾ کی خلعت فاخرہ میں ملبوس کر دیا۔ ایسا کیوں کیا گیا؟ اس لئے کہ نبی معصومؐ کی جملہ بیویوں کا لباس اطہر میں مستور ہونا، نبی ﷺ کی طہارت و معصومیت کا لازمی تقاضا تھا۔ اس اجتماعی تطہیر میں اماں عائشہؓ بھی شامل ہیں۔ مگر ربِ محمدؐ کی یہ چاہت تھی کہ نبیؐ کی محبوب ترین بیوی کی تطہیر اجتماعی کے بعد انفرادی اور امتیازی تطہیر بھی ہو چنانچہ سیدہ عائشہؓ کی انفرادی تطہیر کے واسطے سورۂ نور میں اٹھارہ مسلسل آیات نازل فرما کر انہیں تقدیس و تطہیر کے فلک بوس تخت پر متمکن کر دیا۔ یہ بڑا اقدام اس لئے کیا گیا کہ اہل عالم و اہل اسلام یہ بات اچھی طرح جان لیں کہ اس سیدۃ عالمؓ کے ظاہر و باطن، اس کی فکر، اس کی سوچ، اس کی سیرت، اس کے کردار، اس کی روایت، اس کی تفقہ، اسکے فیصلہ، گویا اس کی زندگی کے کسی پہلو، کو کسی گوشہ پر نظر ڈالنے کیلئے تطہیر کی اس عینک کا استعمال ضروری ہے جس کے ذریعے خود اللہ تعالیٰ نے اسے دیکھا اور اس کی معصومیت و طہارت کی صداقت پر خود اپنی شہادت پیش فرمائی۔ اس آسمانی شہادت کے بعد تشکیک کا ایک ذرہ بھی، موجب کفر ہے۔ کیا کوئی ہوشمند انسان بقائمی ہوش و حواس اللہ تعالیٰ کی شہادت کو مسترد کرنے کا تصور بھی کر سکتا ہے؟ یہ کوئی چھوٹا موٹا معاملہ نہیں ہے۔ معاملہ اب عائشہؓ کا نہیں رہا، معاملہ اللہ تعالیٰ کی شہادت اور

گواہی کا ہے، عائشہؓ کی طہارت اور معصومیت اللہ تعالیٰ کی گواہی کی حفاظت میں ہے اور قرآن کہتا ہے: ﴿ومن أصدق من الله قيلا﴾ اس لئے اس ابدی گواہی کی موجودگی میں اماں عائشہؓ کے حق میں بہت احتیاط واجب ہے۔ ذراسی بے احتیاطی اس شہادت کے استرداد کے برابر ہے جس سے بہت بہت محتاط رہنا واجب ہے۔ یوں اماں عائشہؓ کی تطہیر قرآن پاک میں دوبار بیان ہوئی جس سے انہیں ازواج نبیؐ میں بھی استثنائی شان حاصل ہوئی۔

ایک اور نکتہ بھی قابل توجہ ہے۔ واقعہ افک میں سیدنا عمر فاروقؓ نے اماں عائشہؓ پر بہتان کو افک عظیم کہا۔ حیاتِ عائشہؓ میں رچی بسی پاکیزگی، بے نفسی، اور سیرت مزکی کے متعلق عمرؓ کی ذاتی معلومات نے ان کے منہ سے بے تردد وبلا تأمل ﴿هذا افک عظیم﴾ ادا کرایا تھا۔ زمین پر عمرؓ کی اس سچی شہادت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی آسمانی شہادت میں دلیل اور حوالہ بنایا۔ آنحضرت ﷺ جس مرتبہ نبوت پر فائز تھے، اس کا لازمی تقاضا تھا کہ ان کی بیویاں دنیا کے اندر اسی عظمت کی حامل ہوں، جس کے آپؐ خود تھے۔ آپؐ واقعہ افک پر محزون وملال، رنجیدہ وکبیدہ خاطر تھے۔ اپنے نہایت ہی قابل اعتماد بھائی، صحابی اور داماد حضرت علیؓ کو اس واقعہ فاجعہ کی تفتیش پر لگایا جنہوں نے بعد از تفتیش یہ رپورٹ پیش کی: ''عائشہؓ وہ سیدھی سادی اور بھولی بھالی خاتون ہیں، جن کا آٹا بکری کھا جاتی ہے''۔ یہ یا کم وبیش یہ ہے خلاصہ شہادت علیؓ کا! یہ دوسری زمینی شہادت تھی۔ یوں عائشہؓ کی دوبار آسمانی اور دوبار زمینی تطہیر محقق ہوئی۔ والحمدللہ۔

قرآن مجید میں ازواج مطہرات کو براہ راست پابند اور مکلف کیا گیا تھا: ﴿واذكرن ما يتلى فی بیوتکن﴾ ان کے گھروں میں قرآن ہی تو تلاوت ہوتا تھا۔ وحی ہی تو سنائی جاتی۔ طالبانِ ہدایت وتشنگان معرفت کے استفسارات کے جوابات زبان نبی ﷺ سے صادر ہوتے تھے۔ وہ انہیں نہایت توجہ سے سنتیں اور یاد رکھتیں۔ ہماری سب مائیں یہ فریضہ بجا لاتیں اور پھر صحابیات کی ان مسائل میں راہنمائی فرماتیں، جو وہ نسوانی محجوبیت کے تحت براہ راست حضور اقدس ﷺ سے نہ پوچھ سکتی تھیں۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے، عائشہؓ کو بلا کا قوت حافظہ عطا فرما کر ازواج نبیؐ میں ممتاز کر دیا۔ وہ کثیر الروایت ہیں۔ راویان حدیث میں کثرت روایت کے حوالے سے سیدنا ابو ہریرہؓ پہلے، سیدنا عبداللہ بن عمرؓ دوسرے اور اماں عائشہؓ تیسرے نمبر پر ہیں۔ تفقہ کے اعتبار سے یہ حوالہ سند ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کبار وصغار کو جب کسی مسئلہ کے بارے میں اختلاف کا سامنا ہوتا تو ان کی رائے طلب کی جاتی اور پھر ان کی رائے قطعی سمجھ کر قبول کر لی جاتی۔

ہمارے قارئین گرامی اس بات سے ضرور اتفاق کریں گے مشیت الٰہیہ ضرور اس امر کو پسند کرتی ہوگی کہ اپنے محبوب نبیؐ کا مدفن ایسے قطعہ زمین کو بنائے جو اس کے نبیؐ کی طرح مقدس اور مطہر ہو۔ یہ قطعہ زمین، اس کے نزدیک حجرۂ عائشہؓ تھا۔ یوں حجرہ عائشہؓ خود عائشہؓ کی طرح مقدس، معصوم اور مطہر تھا جس میں حضور اکرم ﷺ مدفون ہوئے۔

پھر اللہ تعالیٰ یہ بھی پسند فرماتے ہوں گے کہ اس کے پیغمبر اعظم وآخر کی روح پاک قفس عنصری سے پرواز

کرے تو وہ کسی نہایت ہی آرام دہ اور پاکیزہ مقام پر ہوں اور وہ مقام عالی شان اماں عائشہؓ کا زانوئے مطہر تھا۔

سرورِ دو عالم ﷺ کے سرہانے سیدہ عائشہؓ تشریف فرما تھیں۔ آپؐ مسواک کر رہے تھے۔ عائشہ صدیقہؓ اپنے دانتوں سے مسواک نرم کر کے حضورِ اکرم ﷺ کو دے رہی تھیں اور اسی حال میں جسم و جاں کا رشتہ منقطع ہو گیا۔ یوں آپؐ اس جہانِ فانی سے عالمِ باقی کو روانہ ہوئے تو آپؐ کے دہن مبارک میں سیدہ عائشہ طیبہ طاہرہؓ کا طیب لعاب دہن موجود تھا اور دنیا کی آخری لذت جس سے آپؐ آشنا ہوئے اور اپنے ساتھ لے گئے وہ عائشہ صدیقہؓ کے آب دہن کی تھی۔ اتنے شرف کی جامع ہستی کے متعلق اگر کسی کے حاشیہ خیال میں بھی کوئی بدگمانی آتی ہے۔ تو اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ اماں عائشہؓ کو یہ سارے شرف اللہ تعالیٰ نے عطا کیے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی کسبی نہ تھا۔ بلکہ سب وہبی تھے۔ حضورِ اکرم ﷺ کے نکاح میں آنا، وہبی شرف تھا کیونکہ جوڑے آسمانوں پر بنتے ہیں۔ سب ازواجِ مطہراتؓ سے بڑھ کر حضور ﷺ کی محبت اور چاہت کا مرجع ہونا، ان کی کسی ذاتی جد و جہد کا ثمر نہ تھا، نبیؐ کی چاہت، اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تھی۔ کثرتِ روایت حدیث میں بنیادی کردار قوت حافظہ کا تھا جو سراسر وہبی ملکہ تھا۔ یہ تو نہیں ہوا تھا کہ وفات کی رات، سیدہ عائشہؓ آپؐ کو کسی دوسری بیوی کے حجرہ سے اٹھا لائی تھیں۔ سو آپؐ کا زانوئے عائشہؓ پر جان، جانِ آفریں کے سپرد کرنا، آسمانی فیصلہ تھا۔ مسواک طلب کرنا اور دندانِ عائشہؓ سے نرم کرانا، حضورِ اکرم ﷺ کے حکم کے تحت تھا جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہوا۔ حجرہ عائشہؓ میں دفن ہونا بھی اللہ تعالیٰ کو پسند تھا کیونکہ ایسی کوئی شہادت موجود نہیں ہے کہ کسی دوسری زوجہ نے اپنے حجرے میں دفن کرنے کی تمنا کی تھی۔ اماں جی چاہتی تھیں کہ خود بھی حضورِ اکرم ﷺ کے ہم پہلو دفن ہوں مگر اپنی جگہ فاروق اعظمؓ کو دے کر خود جنت البقیع میں جا لیٹیں۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا یہ تھی کہ دونوں وزیر اپنے بادشاہ کے ہم پہلو دفن ہوں ہمارے چاہنے نہ چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ وہی ہوتا ہے، جو منظورِ الٰہ ہوتا ہے۔ سو جو عز و شرف، جو عزت و تکریم اور جو طہارت و تقدیس سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو ملی وہ سب عطیہ الٰہی تھی۔

اللہ تعالیٰ کی عطا پر قربان جایئے جس نے رہتی دنیا تک عمرہ کا ایک میقات سیدہ عائشہؓ کے نام پر مقرر کر دیا۔ مسجد عائشہؓ کا شرف ملاحظہ ہو کہ چودہ سو سال ہوئے اربوں حجاج کرام یہاں آ کر احرام باندھتے اور تا قیامت باندھتے رہیں گے اور ان کی زبانوں پر مسجد عائشہؓ کا نام آتا رہے گا۔ احرام بندی پاک، مسجد پاک اسی طرح عائشہؓ پاک ۔

ایں سعادت بزور بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مکروز ور ''رجس'' ہے۔ رجس عائشہؓ سے دور ہے۔ یہ اعلان ربانی ہے۔ اس کا انکار وحی کا انکار ہے جس کی حقیقت اور نتیجہ بدیہی کفر ہے۔